رئیس احمد جعفری

تأثرات

پہلی جنگ عظیم کے اختتام کے بعد، اس مقصد سے کہ اقوام و ملل کے اختلافی مسائل پُر امن طور پر طے کرائے جا سکیں ایک مجلس اقوام (لیگ آف نیشنز) جنیوا میں قائم ہوئی تھی۔ لیکن قیام کے فوراً بعد بڑی طاقتوں کی آلۂ کار بن گئی۔ سار جرمنی کا تھا لیکن وہ فرانس سے واپس نہ مل سکا۔ عراق پر برطانیہ کا پرچم استبداد لہراتا رہا، مصر اور سوڈان پر شیر برطانیہ دندان آز تیز کرتا رہا لیکن مجلس اقوام منہ دیکھنے کے سوا کچھ نہ کر سکی۔ شام اور لبنان پر فرانس نے قبضہ کر لیا، مجلس اقوام نے فرانس کو ہٹانے کی بجائے یہ ممالک اس کے انتداب میں دے دیئے —— قصہ کوتہ گشت ورنہ درد سر بسیار بود!

پھر بعد میں جب ہٹلر کی فوجوں نے سار خالی کرا لیا، ڈانزگ پر قبضہ کر لیا، مسولینی نے حبشہ کو تاراج کیا اور فتح کر لیا، شہنشاہ ہیل سلاسی کسی طرح جان بچا کر خود جنیوا پہنچا اور مجلس اقوام کے اجلاس میں ایک دل ہلا دینے والی تقریر کی، مگر یہ تقریر صدا بہ صحرا ثابت ہوئی۔ مجلس اقوام معذرت کے سوا کچھ نہ کر سکی۔ یہی حالات تھے جب اقبال نے جل کر مجلس اقوام کے بارے میں کہا تھا:

من ازیں بیش ندانم کہ کفن دزدے چند
بہر تقسیم قبور انجمنے ساختہ اند

نتیجہ یہ ہوا کہ دوسری جنگ عظیم پوری ہولناکیوں اور خوں آشامیوں کے ساتھ شروع ہو گئی اور مجلس اقوام کو بھی دنیا سے رخت سفر باندھنا پڑا۔

دوسری جنگ عظیم کی تباہ کاریاں بھی پہلی جنگ کے مقابلہ میں کہیں زیادہ لرزہ خیز تھیں۔ ناگاساکی اور ہیروشیما کا حادثہ ہائلہ اسی دوسری جنگ کا ناقابل فراموش کارنامہ ہے۔

دوسری جنگ عظیم جب ختم ہوئی تو دنیا کا نقشہ اور جغرافیہ بڑی حد تک بدل گیا۔ برطانیہ اور فرانس کا دبدبہ ختم ہو گیا، روس ایک بہت بڑی طاقت بن کر نمودار ہوا، گراں خواب چینی بھی انگڑائی لے کر اٹھے۔ اور دیکھتے دیکھتے چین ایک عظیم و جلیل ملک بن گیا، تیونس اور مراکش آزاد ہو گئے، لیبیا نے آزادی حاصل کر لی، انڈونیشیا، ملایا، سنگاپور، برما آزاد ہوئے، ہندوستان آزاد ہوا، پاکستان قائم ہوا، سیلون آزادی کی نعمت سے بہرہ ور ہوا۔ کمبوڈیا اور ویت نام کو فرانس سے نجات ملی، فلسطین کے دو ٹکڑے ہوئے اور اسرائیل کی حکومت قائم ہو گئی، ہندوستان نے کشمیر پر قبضہ کر لیا، کوریا کے دو ٹکڑے ہو گئے اور جرمنی کے دو ٹکڑے ہو گئے۔

ان حالات کو سنبھالنے اور رد براہ کرنے کیلئے اس مرتبہ "مجلس اقوام متحدہ" (یونائیٹڈ نیشنز) قائم کی گئی اس مرتبہ اس کا مرکز جنیوا کی بجائے امریکہ قرار پایا۔ مقصد قیام اس کا بھی وہی تھا جو مجلس اقوام کا تھا یعنی کوئی بڑی قوم چھوٹی قوم کو ہڑپ نہ کرنے پائے، کسی قوم کو حق خود ارادیت سے محروم نہ کیا جائے، ہر قوم کی آزادی تسلیم کی جائے، اقوام و ملل کے مابین اگر اختلافات پیدا ہوں تو انہیں پرامن طور پر دوستانہ فضا میں دور کیا جائے اور متحدہ دباؤ سے حق کو قبول کرنے اور ناحق پر بہ ضد رہنے پر مجبور کیا جائے۔

لیکن مجلس اقوام کی طرح مجلس اقوام متحدہ بھی بہت جلد بڑی طاقتوں کی آلہ کار بن گئی۔ مجلس اقوام اگر برطانیہ اور فرانس کے تابع اور اشارہ چشم پر رقص بے محابا کرنے پر مجبور تھی تو مجلس اقوام متحدہ کے ایوان میں روس کی گرج اور امریکہ کی للکار کے سامنے سب کا پتہ پانی ہو جاتا ہے۔ وہی ہوتا ہے جو یہ دونوں چاہیں، جو ان کے مفاد و مصالح کا مقتضا ہو، خواہ کمزور قوموں کو مرگ و زیست کی کشمکش سے کیوں نہ دوچار ہونا پڑے۔

کوریا کا مسئلہ اب تک غیر منفصل ہے، جرمنی کا تصفیہ اب تک نہیں ہو سکا، فلسطین کے عرب مہاجرین اب بھی در در کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں اور اپنے آبائی وطن میں قدم نہیں رکھ سکتے، روس نے ہنگری پر قبضہ کر لیا، مگر کوئی اسے نہ روک سکا۔ برطانیہ نخلستان بریمی پر اب تک قابض ہے مگر کون ہے جو اس سے باز پرس کر سکے؟ فرانس الجزائر میں من مانی کر رہا ہے اور امریکہ اعلانیہ اس کے ساتھ ہے۔

کشمیر پر قبضہ کرتے وقت ہندوستان نے بہ الفاظ واضح اعلان کیا تھا کہ امن ہوتے ہی باشندگانِ کشمیر سے استصواب کیا جائے گا۔ اور انہیں پوری آزادی ہو گی خواہ ہندوستان سے ملحق ہوں یا پاکستان سے۔ یہ اعلان لارڈ مونٹ بیٹن نے کیا، پنڈت نہرو نے کیا، پنت نے کیا، اور اس اعلان کو ان سب کی طرف سے، حکومت ہند کی طرف سے، مجلس اقوام متحدہ کے ایوان میں بار بار ہندوستانی مندوب نے دہرایا۔ مگر اب وہ وعدہ پورا کرنے سے انکار کیا جا رہا ہے، بلکہ یہ کہا جا رہا ہے کہ ہم نے کوئی وعدہ ہی نہیں کیا تھا۔ اور اس وعدہ کو سننے والے امریکہ، برطانیہ، فرانس، روس، وغیرہ سب گویا فراموش کر چکے ہیں کہ ایسی حالت میں ان کا فرض کیا ہے۔

ان حالات کو دیکھتے ہوئے، اقبال کا وہ شعر یاد آ رہا ہے جو انھوں نے مجلس اقوام کے بارے میں بطور پیش گوئی کہا تھا۔

سنتا ہوں کئی روز سے دم توڑ رہی ہے
ڈر ہے خبرِ بد، نہ مرے منہ سے نکل جائے

مطبوعاتِ ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ

ادارہ ثقافت اسلامیہ ۱۹۵۰ء میں اس غرض سے قائم کیا گیا تھا کہ دورِ حاضر کے بدلتے ہوئے حالات کے مطابق اسلامی فکر و خیال کی از سرِ نو تشکیل کی جائے اور یہ بتایا جائے کہ اسلام کے بنیادی اصولوں کو موجودہ حالات پر کس طرح منطبق کیا جا سکتا ہے۔ یہ ادارہ اسلام کا ایک عالمگیر، ترقی پذیر اور معقول نقطۂ نگاہ پیش کرتا ہے تاکہ ایک طرف جدید مادہ پرستانہ رجحانات کا مقابلہ کیا جا سکے جو خدا کے انکار پر مبنی ہونے کی وجہ سے اسلام کے روحانی تصوراتِ حیات کی عین ضد ہیں اور دوسری طرف اس مذہبی تنگ نظری کا ازالہ کیا جائے جس نے اسلامی قوانین کے زمانی اور مکانی عناصر و تفصیلات کو بھی اصل دین قرار دے دیا ہے اور جس کا انجام یہ ہوا کہ اسلام ایک متحرک دین کی بجائے ایک جامد مذہب بن گیا۔ یہ ادارہ دین کے اساسی تصورات اور کلیات کو محفوظ رکھتے ہوئے ایک ایسے ترقی پذیر معاشرہ کا خاکہ پیش کرتا ہے جس میں ارتقائے حیات کی پوری پوری گنجائش موجود ہو اور یہ ارتقاء انہی خطوط پر ہو جو اسلام کے معین کردہ ہیں۔

اس ادارہ میں کئی ممتاز اہلِ قلم اور محققین تصنیف و تالیف کے کام میں مشغول ہیں۔ جو زندگی کے مختلف مسائل پر اسلامی نقطۂ نظر سے غور و فکر کرتے ہیں اور ان کی تصانیف کو علمی حلقوں میں بہت پسند کیا گیا ہے۔ ادارے نے تمام مطبوعات کی ایک ایسی فہرست شائع کی ہے جس میں کتابوں کے متعلق تعارفی نوٹ بھی درج ہیں۔ تاکہ ان کی اہمیت و افادیت کا صحیح اندازہ ہو سکے۔ یہ فہرست اور ادارہ کی مطبوعات مندرجہ ذیل پتہ سے دستیاب ہو سکتی ہیں۔

سکریٹری ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ۔ کلب روڈ۔ لاہور